Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ کے نور کا اہل بننے کیلئے اپنے دلوں میں روشنی پیدا کریں

اپنی روزمرہ کی زندگیوں میں نیکیوں کے چراغ روشن کرکے خدائی نور حاصل کریں

دعا اور کامل خلوص سے خدا کی راہ پر
گامزن رہو گے تو
خدا تم پر اپنا نور پورا کر دے گا

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۵
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۰/۷۵ | جمعرات ۲ شعبان ۱۴۱۰ھ، یکم امان ۱۳۶۹ ہش، یکم مارچ ۱۹۹۰ء | نمبر ۵۰

ایمان والوں کی یہ علامت ہے کہ وہ اپنا نور ہمیشہ دوسروں کو عطا کرنے کی کوشش کرتے چلے جاتے ہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۹ صلح ۱۳۶۸ ہش (۱۹ جنوری ۱۹۹۰ء) بمقام بیت الفضل لندن

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ہر احمدی سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ دعوت الی اللہ میں حصہ لے اور اس طرح اپنی روحانیت کو بھی مکمل کرنے کی کوشش کرے اور دوسروں کی بھی مدد کرے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحدید آیت ۲۹ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

حقیقی ایمان حاصل کرنے کی تلقین

"یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان لانے والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا حصہ عطا فرمائے گا...... اور تمہارے لیے ایک عظیم الشان نور تیار فرمائے گا...... جس کی روشنی میں تم چلو گے...... اور وہ تم سے بخشش کا سلوک فرمائے گا...... اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں سب سے پہلی بات جو نظر کو پکڑتی ہے وہ یہ ہے کہ اگرچہ خطاب (ایمان والوں) سے ہے لیکن پہلی نصیحت یہ فرمائی گئی کہ اللہ کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہیں، ان کو یہ کہنا کہ ایمان لے آؤ۔ کچھ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے لیکن جب انسان اس پر مزید غور کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اکثر ایمان لانے والے حقیقت میں ایمان نہیں لائے ہوئے ہوتے اور محض زبان کا ایمان ان کو کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ اب یہاں حقیقی ایمان کی بات ہو رہی ہے کہ تم نے ایک منزل تو طے کر لی۔ تم نے اعلان کر دیا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو لیکن محض یہ کافی نہیں۔ اب تمہیں ایمان کی روح کو اختیار کرنا پڑے گا۔ ایمان میں ڈوبنا ہو گا اور اس فائدے کی تلاش کرنی ہو گی جو ایمان کے نتیجے میں لازماً عطا ہوتا ہے اور وہ فائدہ جس کا بعد میں ذکر فرمایا گیا، وہ حقیقی ایمان اور غیر حقیقی ایمان کے درمیان تمیز کرکے دکھاتا ہے اور ایسی روشن تمیز کرتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں کسی ابہام، کسی شک کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ اس مضمون کے تناسب سے بہت ہی خوبصورت جواب اس کا دیا گیا۔ فرمایا...... تم دو دفعہ ایمان لاؤ، خدا تم پر دو ہی رحمتیں کرے گا۔ پہلے ایمان کے نتیجہ میں بھی تم پر رحمت فرمائے گا، اسے ضائع نہیں ہونے دے گا اور اس دوسرے ایمان کے نتیجے میں جو حقیقی ایمان ہو گا۔ جو ایمان کی روح کو سمجھنے کے نتیجے میں نصیب ہوتا ہے، تم پر خدا دوہری رحمتیں نازل فرمائے گا اور نتیجہ یہ نکلا مزید کہ ...... اس ایمان کی علامت یہ ہے اور خدا تعالیٰ کے دوہرے فضل کی علامت یہ ہے کہ تمہیں ایک نور عطاء ہو گا جس کے ذریعے تم دیکھنے لگ جاؤ گے، تمہارے رستے روشن ہو جائیں گے۔ تمہاری زندگی کی ہر راہ تم پر اس طرح واضح ہو جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گی کہ اس میں تم ٹھوکروں سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ پس یہ وہ فرق ہے جو (ایمان والے) کو ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص ایمان لاتا ہے تو اگرچہ ہمیں یہ کہنے کا حق نہیں کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ ظاہری ایمان ہے، حقیقی ایمان نہیں۔ مگر قرآن کریم نے ہر ایسے دعویدار کے لیے ایک علامت کھول کر بیان فرما دی اور ہر شخص اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے یہ پہنچاننے کی استطاعت رکھنے لگ گیا یعنی اس آیت کی روشنی میں کہ آیا میرا ایمان حقیقی ایمان ہے یا نہیں جس کے نتیجے میں میں دوہری رحمتوں کا مستحق قرار دیا جاؤں اور پہچان کتنی واضح ہے۔ نور عطا ہوگا۔ ایسا نور جو تمہاری راہیں تمہارے لئے واضح فرما دے گا اور تم اندھوں کی طرح اندھیرے میں ٹٹولتے ہوئے نہیں چلو گے بلکہ تمہیں صاف رستے دکھائی دینے لگ جائیں گے۔ یہ جو عرفان کا دوسرا جلوہ ہے یہ اس حقیقی ایمان کے نتیجے میں نصیب ہوتا ہے۔ اور اس کے بغیر (ایمان والے) کی زندگی مکمل نہیں ہوتی اور در حقیقت (ایمان والے) کا ایمان اسے کوئی بھی فائدہ نہیں دیتا اگر وہ نور کی تلاش نہ کرے اور نور کو حاصل نہ کرے۔ چنانچہ قرآنِ کریم نے اس مضمون پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اس مضمون کو ادل بدل کر مختلف پہلوؤں سے اس حیرت انگیز صفائی کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ اس کا کوئی پہلو بھی اوجھل نہیں رہتا اور جب ذکر نور کا چل رہا ہو جو روشنی ہے تو پھر کسی پہلو کے اوجھل رہنے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ نور تو اندھیروں کو دور کرنے والا ہے۔ نور کا ذکر ہو تو کیسے ممکن ہے کہ کچھ شبہ کی گنجائشیں باقی رکھی جائیں۔ پس یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم اپنے رستے دیکھنے لگ جاؤ گے۔ اپنی زندگی کے ہر عمل کے لئے تمہیں یہ روشنی نصیب ہو جائے گی کہ درست یہ بات ہے اور غلط یہ بات ہے۔ اس کے بعد فرمایا ...... تمہیں پھر خدا تعالیٰ بخشے گا اور تم سے بخشش کا سلوک فرمائے گا۔ بخشش کا سلوک نور کے عطاء ہونے کے بعد ایک خاص معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ باوجود اس کے کہ انسان کو کھرے اور کھوٹے کی تمیز عطا ہو جائے۔ باوجود اس کے کہ اس کو وہ روشنی نصیب ہو جائے جس کے ذریعے وہ اپنی راہوں کو دیکھنے لگ جائے، پھر بھی اس کا نفس اسے غلطیوں پہ مجبور کرتا رہتا ہے اور وہ بعض دفعہ جان بوجھ کر دیکھتے ہوئے بھی ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ بعض دفعہ اپنی اندرونی کمزوریوں کی وجہ سے رستہ دیکھتے ہوئے اس پہ چل نہیں سکتا۔ اور اس سے استفادہ نہیں کر سکتا۔ پس ایسے موقعہ پر لازماً بخشش کا مضمون شروع ہو جاتا ہے اور ایسا شخص جسے خدا نور عطا کرتا ہے۔ اس نور کے بعد اگر اس سے کچھ غلطیاں ہوں تو بخشش کا بھی سلوک فرماتا ہے اور درگزر فرماتا ہے لیکن یہاں بخشش کا مضمون صرف اِن معنوں میں نہیں ہے کہ وہ کوتاہیاں کرتا چلا جائے اور خدا تعالیٰ بخشتا چلا جائے بلکہ ان معنوں میں ہے کہ نور کے عطا ہونے کے بعد جو مجبوری کی کمزوریاں ہیں۔ جو مجبوری کی غفلتیں ہیں اُن سے اللہ تعالیٰ درگزر فرمائے گا ...... اللہ تعالیٰ بہت ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

دعوت الی اللہ کا ایک اہم نکتہ

جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور اس مضمون کو آج میں آپ کے سامنے دعوت الی اللہ کے سلسلے میں اور تربیت کے سلسلے میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ہر وہ شخص جو تربیت کرنے کا دعویدار ہے۔ ہر وہ شخص جو لوگوں کو ...... خدا کی طرف بلانے کا ادعا کرتا ہے، اس کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ تعلیم جو وہ پیش کرتا ہے وہ نورانی ہو۔ کیونکہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ ہر تعلیم جو خدا نے انبیاءؑ کو عطا فرمائی وہ نور ہی کی تعلیم تھی لیکن وہ لوگ جنہوں نے اس نور کو اپنا کر اپنی ذات کے لیے اس نور سے حصہ نہیں پایا۔ وہ اس تعلیم سے کوئی بھی فائدہ نہیں اٹھا سکے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ (انعام آیت ۹۲) ....
کہ ان سے کہہ وہ کون سی ذات تھی جس نے وہ کتاب اتاری جو موسیٰؑ لے کر آیا ...... وہ نور تھی اور لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب تھی .... تم نے اسے کاغذ بنا ڈالا یعنی کاغذوں کا سلوک کیا۔ محض تحریریں سمجھ کر ان کو پڑھتے رہے یا اپنے گھروں میں رکھتے رہے ...... یعنی تحریریں قسم ظاہر کرتے رہے اور لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہے۔ یہ ہماری روحانی کتاب ہے۔ اس کتاب سے ہم نے نور حاصل کیا ہے .... مگر اس کے جو اچھے نورانی پہلو تھے ان کو دبا دیتے رہے ان کے اچھے پہلوؤں سے صرفِ نظر کرتے رہے، ان کو نظر انداز کرتے رہے یا اس تعلیم کے بعض حصوں کو پیش کرتے رہے اور بعض حصوں کو چھپاتے رہے جو تمہیں مجرم کرتے تھے۔ یہ دونوں معنی

ہیں اس کے۔ اور جو قومیں نور دیکھ کر نور سے استفادہ نہ کریں، وہ نور ان
گواہ ٹھہرتا ہے اور ان کو بتاتا ہے کہ تم ظلم کرنے والے ہو۔ اس لئے ایسی قو
بھی ہیں جن کو نور عطاء ہوا۔ ان کو اس نور نے دکھا دیا کہ تم کہاں کہاں غلطی کر ر
ہو اور اس کے باوجود اس سے وہ صرف نظر کرتے رہے اور لوگوں سے وہ گواہیں چھپاتے رہے جو دراصل ان کی ذات کے خلاف گواہیاں تھیں۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نور سے کسی قسم کا استفادہ نہیں کیا۔ پس یہ دو الگ الگ مضمون ہیں۔ ایک وہ کہ کسی کو نور عطا ہو جائے اور وہ عمداً جان بوجھ کر اخفاء سے کام نہ لے اور اس کی روشنی سے حتی المقدور استفادے کی کوشش کرتا رہے اور اس کو اپنے دل کا نور عطا ہو جائے۔ ایسے شخص کے لیے بخشش کا مضمون ہے اور وہ لوگ جو نور کو پہچانتے ہیں اور اس کی ان گواہیوں کو چھپا دیتے ہیں جو ان کے خلاف ہیں۔ ان کی ذات کے خلاف ہیں۔ اپنی آنکھیں بھی ان سے بند کر لیتے ہیں اور لوگوں پر بھی اس تعلیم کو ظاہر نہیں ہونے دیتے اور اپنی کجی کی تائید میں آیات کے بعض ٹکڑے نکا
کر وہ دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں، جو اپنے مضمون سے الگ کر کے دوسرے معنوں میں پیش کئے جاتے ہیں کیونکہ کجی کی کوئی تعلیم نور میں تو نہیں ملتی۔ تو فرمایا کہ ایسے لو
کے لئے تو کوئی بخشش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس حال میں چھوڑ دے گا کہ وہ اپنے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ جائیں گے اور ان کو کچھ بھی نصیب نہیں ہوگا۔ پس نور کا تعلیم کی صورت میں نصیب ہونا کافی نہیں بلکہ نور کا اپنی ذات کو عطا ہونا ضروری ہے اور اس مضمون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص اپ
دل میں ایک نور پیدا کرتا ہے اس نور کے نتیجے میں پھر باہر کا نور اس کو عطا ہوتا ہے۔
اس اندرونی نور کے محض تعلیم کا نور اس کے لیے کوئی بھی فائدہ نہیں دیتا۔ تعلیم کے نور کی مثال سورج کی روشنی کی سی ہے جو جب نکلتا ہے تو سارے اس کرۂ ار
روشن کر دیتا ہے جس پر وہ طلوع ہوا ہے اور اس ساری فضاء کو روشنی سے بھر ہے لیکن وہ لوگ جن کو نورِ بصیرت عطا نہیں ہوتا وہ اسی طرح اندھیروں میں رہتے ہیں اور اس نور سے کوئی بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

اپنے نفس کے لئے نور حاصل کرو

پس قرآن کریم نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ اپنے نفس کے لیے، نور حاصل کرو اور وہی نور ہے جو تم دوسروں کو عطا کرنے کے اہل ہو گے۔ اگر دنیا کی اصلاح کے لیے نکلے ہو تو چراغ لے کر نکلو لیکن وہ چراغ نہیں جو تعلیم کی صورت میں ملتا
یعنی محض وہ چراغ لے کر نہیں بلکہ اپنے نفوس میں وہ چراغ روشن کرو جن کے ذریعے تم روشنی والے بن جاؤ اور تم دوسروں کو روشنی دکھانے کی اہلیت حاصل کر لو لیکن فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جو خالصۃً اللہ سے نصیب ہوتی ہے اور اپنے طور پر انسان زبردستی حاصل نہیں کر سکتا ...... وہ شخص جس کو خدا نور عطا نہ کرے، اس کے لیے کوئی نور نہیں ہے۔ (سورۃ نور: ۴۱) پس اس پہلو سے وہ پہلی آیت جو میں نے تلاوت کی تھی وہ دعا کے طور پہ ہمیں سکھائی گئی ہے اور ہمیں سمجھایا گیا ہے کہ خدا سے نور مانگا کرو کیونکہ خدا کی طرف سے عطا کردہ نور کے سوا اور کوئی نور میسّر نہیں آسکتا اور نور حاصل کرنے کا اور اس دعا کی قبولیت کا ذریعہ یہ بتایا کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر حقیقی ایمان لے آؤ۔

حقیقی ایمان تو ایک بہت ہی وسیع مضمون ہے۔ یہاں اس مضمون کا خلاصہ اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ایک ایسی ذات تھے جن پر جو نور اتارا گیا وہ آپ کے جسم میں اس طرح تحلیل کر گیا کہ آپ گویا مجسم نور ہو گئے۔ اور اس مضمون کو قرآن کریم نے بارہا بیان فرمایا ہے کہ ہم نے تم پر ایسا رسول نور کی صورت میں اتارا ہے جو مجسم ذکر الٰہی ہے اور کئی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اسی طرح نور قرار دیا جس طرح قرآن کریم کو نور قرار دیا۔ اسی طرح نور قرار دیا جس طرح فرقان کو نور قرار دیا اور نور کا لفظ دونوں پر یکساں اطلاق کر کے یہ دکھا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات میں خدا کا نور مجسم ہو گیا ہے،

یہ تعلیم اس طرح کھول کھول کر بار بار قرآن کریم میں بیان ہوئی کہ بعض لوگوں کو ٹھوکر لگ گئی اور وہ اِن ...... بحثوں میں پڑ گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا جسم تھا بھی کہ نہیں کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ نور تھے۔ اور اتنا واضح نور کا لفظ آپ کی ذات پہ قرآن کریم اطلاق فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے جو ...... (سادہ) نظر سے اس تعلیم کو دیکھا۔ وہ سمجھے کہ آپ کا جسم تھا ہی نہیں صرف نور ہی نور تھے اور جو کچھ ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیتا تھا وہ محض ایک نظر کا دھوکہ تھا۔ ایک عکس سا تھا ورنہ حقیقت میں آپ کا کوئی جسم نہیں تھا۔ اس لئے یہ بحثیں اب عام ہو گئیں کہ آپ کا سایہ تھا کہ نہیں تھا۔ آپ کی جو ماہیت تھی وہ کس قسم کی تھی۔ اور ایک بہت بڑا فرقہ اس کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے۔ اور ایک دوسرا فرقہ ایسا بنا جس نے جسم پر زور دینا شروع کیا اور نور کے پہلو کو حقیقت میں نظر انداز ہی کر دیا۔ مقابلے میں آکر جسم پر اتنا زور دیا کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نور نہیں تھے اور محض بشر تھے۔ حالانکہ قرآن کریم یہ بتانا چاہتا ہے کہ آپ ایک ایسے بشر تھے جو نور بن گئے اور بشر کو نور میں تبدیل کرنے کے لئے وحی کی ضرورت ہے اور خدا سے تعلق کی ضرورت ہے پس یہ جو مضمون ہے کہ خدا سے نور ملتا ہے اس کو ہی قرآن کریم نے بیان فرمایا۔ جب فرمایا کہ (الکہف آیت: ۱۱۱) ...... بظاہر تم جیسا ہی بشر ہوں۔ پھر یہ اتنا فرق تم کیا دیکھتے ہو۔ یہ فرق وحی کا فرق ہے۔ تمہارے جیسا بشر مگر ایسا بشر جس پر وحی نازل ہونے لگ گئی۔ پس بشریت کو نور میں تبدیل کرنے کے لئے وحی کی ضرورت ہے ...... لیکن یہ جب تک ہمارے ذاتی نور میں تبدیل نہ ہو اس وقت تک ہم اندھے رہیں گے۔ اور اس کو ذاتی نور میں تبدیل کرنے کے لیے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت کے مطالعہ کی ضرورت ہے اور آپ کی حقیقی پیروی کی ضرورت ہے۔ ان معنوں میں آپ پر ایمان لانے کی ضرورت ہے کہ جس طرح آپ کی بشریت نور میں ڈھل گئی، اسی رستے پر چلتے ہوئے انہیں طرق یا ان رستوں کو اختیار کرتے ہوئے میں بھی رفتہ رفتہ اس نور سے حصہ پانے لگ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم یہ کوشش کرو اور ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تمہیں وہ نور عطا کر دیں گے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی یہ نور خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا۔ لیکن اس نور کے عطا کرنے کی شرط یہ ہے کہ نفس کے اندر ایک شعلۂ نور پیدا ہو۔ اس کے بغیر یہ بیرونی نور جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے یہ عطا نہیں ہوتا۔ قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کی جو تفصیل بیان فرمائی اس کو اسی رنگ میں بیان فرمایا کہ آپ کے نفس کے اندر ایک نور تھا جو اتنا لطیف تھا کہ وہ خود بخود بھڑک اٹھنے کے لئے تیار بیٹھا تھا۔ ایسی صورت میں جب آسمان سے شعلۂ نور نازل ہوا تو نور علیٰ نور بن گیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ اس کو بھڑکا دیا اور نور بنا۔ فرمایا نور تھا پہلے ہی نور علیٰ نور ہوا ہے۔ ایک نور پر ایک اور نور نازل ہوا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل نوروں کا اجتماع تھا

پس اپنے نفوس کے اندر جب تک آپ کوئی شمعیں روشن نہیں کریں گے۔ آسمان سے نور نہیں اُترے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایمان لانے کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح آپ کا وجود اندرونی طور پر لطافت اختیار کرتے ہوئے نور بن چکا تھا اور بھڑک اٹھنے پر تیار تھا یعنی ایسا نور جو تمام دنیا میں روشنی پیدا کر دے۔ یہ جو مثال دی ہے قرآن کریم نے، یہ اس طرح کی مثال ہے جیسے سپر نووا SUPER NOVA کا ذکر سائنس میں ملتا ہے کہ بعض جو ستارے ہیں اُن کے اندر ریڈیائی قوت REDIATION کی ایسی شدت CONCENTRATION ہو جاتی ہے۔ غیر معمولی طور پر ایسا اجتماع ہو جاتا ہے اس ریڈیائی قوت کا کہ وہ پھر اچانک بھڑک اُٹھتے ہیں اور سارے جہان کو وہ اتنی حیرت انگیز روشنی سے بھر دیتے ہیں کہ انسان اسکا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کروڑوں، اربوں سال تک وہ روشنی مسلسل پھیلتی چلی جاتی ہے اور دوسروں کو روشن کرتی چلی جاتی ہے۔ یہ جو اچانک روشنی کا بھڑک اُٹھنا ہے اس میں سائنس دان بتاتے ہیں کہ ایسی قوت ہے کہ بلیں ارب سال پہلے جو روشنی بعض ستاروں کی بھڑکی تھی وہ آج تک جہان میں موجود ہے۔ اب بلیں ارب سال تک، آپ اندازہ کریں کہ وہ کتنا بڑا فاصلہ ہے اور کتنا عظیم تصور ہے جس کو ہمارے دماغ حقیقت میں پکڑ بھی نہیں سکتے۔ تو روحانی دنیا میں بھی اسی قسم کا وہ واقعہ ہوا ہے جس کی طرف قرآن کریم اشارہ فرماتا ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل ان نوروں کا اجتماع تھا جو اپنی ذات میں اتنے حیرت انگیز طور پر قوت کو مجتمع کرنے والے تھے کہ اسی قوت کے زور سے وہ بھڑک اٹھنے پر تیار ہو گئے تھے اس وقت آسمان سے شعلۂ نور آپ پر نازل ہوا۔ یہ تمثیل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بیان ہوئی ہے اور اس کے مقابل پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمثیل ایک اور رنگ میں پیش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (القصص: ۳۰، ۳۱) کہ جب موسیٰؑ نے اپنے خسر جن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حضرت شعیبؑ تھے، ان سے اپنی مدت کا معاہدہ پورا کر لیا تو اپنے اہل کو لیکر وہ واپسی کے لئے روانہ ہوئے۔ جب وہ طُور کے قریب پہنچے تو انہوں نے طُور پر ایک آگ کو روشن دیکھا۔ اس پر انہوں نے اپنے اہل سے کہا کہ ذرا یہاں ٹھہرو۔ مجھے ایک آگ دکھائی دے رہی ہے۔ ہو سکتا ہے میں وہاں سے کوئی روشنی کی خبر لاؤں۔ خبر سے مراد یہاں روشنی حاصل کرنا ہے۔ رستہ تلاش کرتے ہوئے ایک انسان جس طرح کسی دوسرے سے پوچھتا ہے کہ مجھے بتاؤ میں کون سا رستہ اختیار کروں۔ تو یہاں آگ سے پہلا خیال آگ لینے کا نہیں بلکہ رستے کی تلاش کا سوال پیدا ہوا ہے جو حضرت موسیٰؑ کے ذہن میں اٹھا ہے۔ پھر فرمایا...... یا ایک دھکتا ہوا کوئلہ، ایک آگ کی چنگاری لے آؤں ...... تاکہ تم اس سے گرمی محسوس کرو۔ سینکو۔ معلوم ہوتا ہے ظاہری طور پر بھی وہ سردیوں کا موسم تھا...... جب وہ قریب پہنچے تو اس مبارک وادی سے اس درخت سے جہاں خدا کا نور جلوہ گر تھا، وہاں سے آپ کو یہ آواز آئی کہ میں خدا ہوں۔ یعنی جو نور تو نے دیکھا ہے وہ خدا کا نور ہے اور میں تجھے اپنی طرف بلانے کے لئے، متوجہ کرنے کے لئے ایک ظاہری نور کی صورت میں دکھائی دیا تھا۔ چنانچہ اس وقت سے پھر حضرت موسیٰؑ کے ساتھ وحی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور وہ پیغام عطا ہوتا ہے۔

آنحضرتؐ کے نُور کی موسیٰؑ کے نُور پر برتری

یہ بحث الگ ہے اور لمبی ہے کہ یہ واقعہ کب ہوا تھا۔ کیا حضرت موسیٰؑ کے سفر سے پہلے آپ کو جانے کا اشارہ ملا تھا یا نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سفر سے پہلے آپ کو جانے کا اشارہ مل چکا تھا اور یہ بعد میں اس کی تفصیل عطا ہوئی ہے مگر میں اس بحث کو یہاں نہیں چھیڑنا چاہتا۔ مراد میری یہ ہے کہ وہاں بھی حضرت موسیٰؑ کے دل میں پہلے نور کی ایک طلب پیدا ہوئی اور جس آنکھ نے وہ نور دیکھا ہے، اس آنکھ کو اندرونی طور پر نورِ بصیرت حاصل تھا ورنہ آپ کے اہل کو وہ نور کیوں دکھائی نہ دیا۔ اگر وہ کوئی ظاہری آگ ہوتی تو آپ اپنی بیگم کو بتاتے یا جو بھی ساتھی تھے سفر کے، ان کو کہتے وہ دیکھو سامنے آگ جل رہی ہے اور اس آگ سے ہم کچھ حصہ پاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کچھ لوگ آگ کے گرد بیٹھے ہوں اُن سے ہم ہدایت پائیں اور یا آگ میں سے کچھ حصہ لے لیں لیکن قرآن کریم کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے سوا کسی اور کو وہ آگ نظر نہیں آ رہی تھی۔ یہ وہی مضمون ہے جو اندرونی بصیرت کے نور کا مضمون ہے جب تک اندرونی نور نصیب نہ ہو خدا کا نور دکھائی نہیں دیتا اور جب اندرونی نور نصیب ہو جائے تو پھر خدا کا نور جلوہ گر ہو کر پہلے نور کو نور علیٰ نور بنا دیتا ہے۔ مگر دونوں واقعات کا فرق بتاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کی قوت کیا تھی اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی قوت اس کے مقابل پر کیا تھی۔ بہت بڑا فرق ہے۔ ایک جگہ قلب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو طُور بنا دیا گیا ہے اور وہاں خدا کا نور جلوہ گر ہوتا ہے۔ ایک جگہ موسیٰؑ تلاش میں طُور کا سفر کرتے ہیں اور وہی طُور ہے جہاں وہ جب مطالبہ کرتے ہیں کہ مجھے وہ شان دکھا جو تو نے آئندہ آنے والے ایک نبی کو دکھانی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ تو میری پوری رؤیت نہیں کر سکتا۔

نُور کو حاصل کرنے کیلئے محنت کریں

پس یہ تو نبوت کا مضمون ہے اور نبوت کا مضمون اندرونی نور سے شروع ہوتا ہے اور بیرونی نور پر جا کر اتمام پاتا ہے۔ پس قرآن کریم نے جہاں (ہم پر اپنا نور پورا کر) کی دُعا سکھائی وہاں یہ بھی بتا دیا کہ محض ایک شعلۂ نور کا حاصل ہونا کافی نہیں۔ اس کے اتمام کے لئے کوشش بھی کرتے رہو اور دُعا بھی کرتے رہو۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنے دل میں اس نور کو ٹٹولے اور محسوس کرے اور اگر اس کو نور کی شکل میں وہ شعلہ دکھائی نہیں دیتا تو جس طرح آگ کا ایک طلبگار بعض دفعہ راکھ کو ٹٹولتا ہے اور ٹٹول کر اس کے اندر سے وہ چھوٹا سا دہکتا ہوا کوئلہ نکالتا ہے جس کو پھونکیں مارتا ہے تو پھر وہ نور میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایک آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ ہم بچپن میں جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شکار پہ جایا کرتے تھے تو دیہات میں ٹھہرتے تھے وہاں ہم نے یہ نظارہ کئی دفعہ دیکھا کہ زمیندار حقے کے شوقین صبح کے وقت جب ہم اٹھ رہے ہوتے تھے، وہ اِس شعلے کی تلاش میں چولہوں کے اندر وہ جو راکھ پڑی ہوتی ہے اس کو ٹٹول ٹٹول کے اندر سے پھر وہ چھوٹا سا ایک چنگارا نکالا کرتے تھے اور اس کو کاغذ پر رکھ کر پھونکیں مار کر اس کو آگ میں تبدیل کیا کرتے تھے۔ پس تمباکو کا ایک نشئی اگر اتنی محنت کرتا ہے، ایک ظاہری شعلے کو بھڑکانے کے لئے تو وہ لوگ جو نور کے علمبردار بنا کر دنیا کے لئے نکالے گئے ہیں۔ وہ جن کے سپرد اندھیروں کو روشنی میں تبدیل کرنا ہے وہ کیوں ایسی محنت نہ کریں۔ اس سے ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ محنت کی ضرورت ہے یہ یقینی امر ہے کہ ہر انسان کے اندر شعلۂ نور موجود ضرور رہتا ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ ہر انسان اس پہلو سے خدا تعالیٰ کے ایک عظیم انصاف کا مظہر ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں پیدائشی اندھا تھا اور مجھے یہ نور کبھی نصیب ہی نہیں ہوا۔ نور ہر ایک کو نصیب ہوتا ہے۔ وہ اسکی تلاش نہ کرے۔ اسے وہ نکال کر ابھارے اور اُجالے نہیں تو رفتہ رفتہ پھر وہ راکھ میں دبا ہوا شعلہ بھی مر جایا کرتا ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی دیکھے، بیچارے وہ ٹھنڈی راکھ کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ راکھ اُٹھتی ہے، ان کے سانسوں سے ان کے پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے۔ ان کا چہرہ خراب کرتی ہے۔ ٹٹولتے رہتے ہیں کچھ نہیں نکلتا۔ تو ایسے بھی بدنصیب ہوتے ہیں جو اگر اپنی راکھ کو چھیڑیں نہیں اور اسی طرح پڑا رہنے دیں تو رفتہ رفتہ ان کا نور ان کے سینوں میں مَر جاتا ہے اور ہمیشہ کے لئے بجھ جاتا ہے۔ ایسے بدنصیبوں کا بھی قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے لیکن آپ نے تو دنیا کو روشن کرنا ہے۔ آپ نے تو اپنی نئی نسلوں کی تربیت کرنی ہے اور یہ تربیت احمدیت کی تعلیم کے ذریعہ آپ نہیں کر سکتے جب تک کہ اس تعلیم کے نور کو پہلے اپنے وجود کا حصہ نہ بنائیں اور وہ وجود کا حصہ تب بنتی ہے جب آپ کے دل میں ایک نور پیدا ہو اور نور، نور پر لپکتا ہے۔ اس بنیادی نکتے کو آپ ہمیشہ یاد رکھیں۔ قرآن کریم سے بالکل واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب تک اندرونی نور نصیب نہ ہو بیرونی نور اترتا نہیں۔ روشنی کو ایک روشن جگہ کی ضرورت ہے جہاں وہ نازل ہوتی ہے۔ وہ ایک اشتراک ایک اتحاد ہے جس کے نتیجے میں ایک روشنی دوسرے کی طرف کشش کرتی ہے۔ پس اندرونی نور کے حصول کے لئے سب سے پہلی تو کوشش ہے۔ احساس ہے۔ یہ شعور ہے کہ مجھے اپنے نفس کے نور کو زندہ رکھنا ہے۔ اس لئے اپنے اندر اُن اچھی چیزوں کو تلاش کریں جو خدا کے نور کی یاد دلاتی ہیں۔ اپنے پاکیزہ جذبات کو ابھاریں۔ اپنی نیکیوں کو ٹٹولیں اور انہیں زندہ کریں اور ان کو صاف کریں۔ ان کو مانجھیں۔ ان کو روشن کرنے کی کوشش کریں۔ یہی وہ طریق ہے جس کے نتیجے میں آپ کے دل میں دبا ہوا شعلۂ نور بھڑک اٹھے گا جو اس وقت چنگاریوں کی صورت میں، چھوٹے چھوٹے دہکتے ہوئے کوئلوں کی صورت میں ہوگا لیکن جب آپ یہ کوشش کریں گے اور اس پر پھونکیں ماریں گے تو ...... وہ ایک روشن آگ میں تبدیل ہو جائے گا اور اس کے لئے ایک لمبی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ یہ مضمون چونکہ بہت گہرا ہے اور تصوّف کا رنگ اختیار کر جاتا ہے اور چونکہ ہم میں سے بھاری اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو تصوّف کے باریک نکتوں کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اگر وہ سنیں اور لطف محسوس کریں تو اس سے زیادہ آگے نہیں بڑھتے اور اسی لطف کو اپنا مقصد بنا کر خوش ہو کر پھر اس سے آگے گزر جاتے ہیں۔ اس لئے میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ بات سمجھا کر پھر وہ آسان طریق بتاؤں جس کے ذریعے محض تصوّف کا ایک نکتہ نہ رہے بلکہ ایک ایسی ٹھوس حقیقی تعلیم بن جائے جس کو ہم میں سے ہر ایک اختیار کرنے کا اہل ہو جائے۔ میں نے جو یہ تحریک کی تھی کہ نمازوں پر زور دیں اور قرآن کریم کی تلاوت پر زور دیں۔ اس میں بڑا مقصد یہ تھا کہ اس طرح آپ کو اپنے نفس کے نور کو اُجاگر کرنے میں مدد ملے گی۔ وہ لوگ جو عبادت پر قائم نہیں ہوتے ان کا نور بجھتا رہتا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کبھی کوئی انکار ممکن نہیں۔ عبادت سے غافل لوگ نسبتاً روز بروز ٹھنڈے ہونے لگ جاتے ہیں۔ عبادت کو جب اختیار کرتے ہیں تو ایک لمبا عرصہ ایسی کیفیت کا ان پر گزرتا ہے کہ وہ عبادت کرنے کے باوجود کوئی گرمی محسوس نہیں کرتے اور بے چین ہوتے ہیں کہ پھر اس عبادت کا فائدہ کیا۔ ہمیں تو کوئی گرمی نہیں مل رہی۔ وہ اس نکتے کو بھول جاتے ہیں کہ انکے دل کے شعلے یا دل کے دہکتے ہوئے کوئلے رفتہ رفتہ اتنی ڈھیروں راکھ کے تلے دب چکے ہیں کہ اب آسانی کے ساتھ وہ آگ بھڑک نہیں سکتی۔ اس پر محنت کرنی پڑے گی۔ پس اسی لئے میں نے آپ کو حقّے والوں کی مثال بتائی ہے۔ وہ جب طلب محسوس کرتے ہیں تو خواہ ان کو وہ چنگاری ملے یا نہ ملے وہ ٹٹولتے رہتے ہیں، دیکھتے رہتے ہیں۔ بے چین ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ایک معمولی سی چنگاری بھی ملے تو اس کو وہ سنبھال لیتے ہیں، بڑی احتیاط سے کاغذ پر اٹھاتے ہیں۔ پہلے ہلکی پھونکیں مارتے ہیں۔ پھر زیادہ پھونکیں۔ پھر جب وہ روشن ہو جاتی ہے تو ان کے چہرے بھی روشن ہو جاتے ہیں کہ اب ہمیں ہماری طلب کی پیاس بجھانے کا موقعہ مل جائے گا تو جو نماز پڑھنے والے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم ایک بیکار کوشش کر رہے ہیں۔ گرمی کا فقدان یہ بتا رہا ہے کہ ایک لمبا عرصہ یا تو انہوں نے عبادت نہیں کی یا عبادت ایک سرسری طور پر کرتے رہے ہیں اور اس سے استفادہ نہیں کر سکے لیکن مایوسی کی نہ ضرورت ہے، نہ مایوسی کا حق ہے، نہ (ایمان والے) کو مایوسی کی اجازت ہے اور مایوس ہونے والوں کو پھر کچھ نصیب نہیں ہوا کرتا۔ پس اپنی عبادتوں کو تیز کریں۔ اپنی جستجو کو بڑھائیں اور ہر کونے کھدرے پر اپنے نفس کے اندر نظر ڈالیں اور دیکھیں وہاں کون سی ایسی نیکی کی روشنی ہے جس کے حوالے سے خدا سے تعلق پیدا کریں۔ اس کے بغیر نمازوں میں زندگی پیدا نہیں ہو سکتی۔ دو قسم کے حوالے ہیں جن سے نمازوں میں جان پڑتی ہے۔ ایک وہ حوالہ جو راکھ کا حوالہ ہے یعنی آپ تلاش کر رہے ہیں اور روشنی نہیں مل رہی اور آپ بیکار ہو کر خدا سے کہتے ہیں کہ میرے پاس تو اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ مجھے کوئی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔ اس لئے اے خدا! تُو میری مدد کو آ اور اس راکھ میں سے شعلۂ نور پیدا کر دے۔

بے چینی اور بیقراری سے نمازوں کو زندہ کرنیکی دُعا مانگیں

پس مایوسی کی بجائے اس عدم حصول کو مزید طلب میں تبدیل کر دیں۔ بے چینی اور بے قراری کے ساتھ دعائیں کرنے لگ جائیں کہ اے خدا! تُو میری مدد کو آ۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس (بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے نماز کے قیام کے سلسلے میں یہی مضمون بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نمازوں کو زندہ کرنا ہے تو خدا سے مانگو اور بے قراری سے یہ عرض کرو کہ خدا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ میری نمازیں خالی پڑی ہیں تو آ اور ان نمازوں کو زندہ کر دے۔ تو اپنے نور سے ان نمازوں کو روشن فرما دے۔ اپنی محبت کی گرمی سے انہیں توانائی بخش۔

یہ وہ دعائیں ہیں جو راکھ پر نظر کر کے دل میں پیدا ہوتی ہیں اور نیکی کے نور کو دیکھ کر اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کا تصوّر باندھ کر اس سے تعلق پیدا کرنا ایک اور مضمون ہے۔ ہر انسان میں خدا تعالیٰ نے نیکی مختلف رنگ میں رکھی ہوئی ہے۔ نیکی کے اس حصے پر خدا کی طرف نگاہ کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا یہ دراصل صفاتِ الٰہی کا پرتَو ہے جو میرے دل میں مختلف شکلوں میں نیکیوں کی صورت میں موجود ہے اور اس پر خدا کا احسان کرتے ہوئے ان نیکیوں کو زندہ کرنا، ان میں پھونکیں مارنا، ان کو بھڑکانا، ان کو اونچا لے کے جانا، یہ وہ کوشش ہے جو عبادت کے ذریعے کی جاتی ہے اور عبادت میں کی جاتی ہے۔ غور اور فکر کے ساتھ عبادت کے وقت اپنے نفس کا جائزہ لیتے رہنا اور بعد میں بھی ذکر الٰہی کی صورت میں اپنے نفس کا جائزہ لیتے رہنا، ان معنوں میں جماعت کو چاہیئے کہ اپنے نفوس کے نور کو بھڑکائے اور روشن کرے کیونکہ ہم میں سے ہر ایک شخص نور کا محتاج ہے۔ پہلا ایمان کافی نہیں۔ ایک دوسرا ایمان لانا ہوگا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی حقیقت پر ایمان لانا ہوگا۔ حقیقتِ محمدیہ کے مضمون کو سمجھنا ہوگا۔ اس دوسرے ایمان کے نتیجے میں خدا تعالیٰ دوہری رحمتیں لے کر آپ پر نازل ہوگا اور آپ کے اندر اور باہر کو ایک نور میں تبدیل فرما دے گا اور ایسا نور ہوگا جس سے دوسرے دیکھنے لگیں گے اور اس کی روشنی میں نہ صرف آپ آگے بڑھیں گے بلکہ لوگوں کو بھی وہ روشنی فائدہ پہنچائے گی اور لوگوں کے لئے بھی وہ رستہ دکھانے کا موجب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنے گی۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ (ایمان والے) کو ہم نے یہ ذاتی نور صرف اس لئے عطا نہیں کیا کہ وہ خود اپنے لئے استعمال کرے بلکہ لوگوں کو وہ نور دکھانے کے لئے استعمال کرنے لگ جائے اور وہ ایسا شمع بردار ہو جو قافلوں کو اپنے پیچھے لیکر چلنے والا ہو۔ رستہ دکھانے والا ہو اور اس مقصد کو پورا کرتے ہوئے جب وہ بالآخر خدا کی طرف واپس چلا جاتا ہے تو وہ لوگ جنہوں نے اس کو دیکھا تھا کہ وہ یہ کوشش کر رہا تھا اور اس کے نور سے محروم رہے تھے، قیامت کے دن اس سے مطالبہ کریں گے کہ اب اس نور سے ہمیں کچھ حصّہ دے دو۔ ہم بڑے بدنصیب تھے کہ تمہارے نور سے فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ اس مضمون کو قرآن کریم سورۂ حدید آیات ۱۴ تا ۱۶ میں بیان فرماتا ہے۔ فرمایا ...... کہ جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں، یہ رحم کا مطالبہ کریں گے کہ .... ہم پر شفقت کی نظر ڈالو ...... ہم بھی تمہارے نور سے کچھ حصّہ پالیں .... ان سے کہا جائے گا واپس جاؤ .... اپنے ماضی کی طرف لوٹنے کی کوشش کرو .... اور وہاں نور کی تلاش کرو۔

یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ واپس جا سکتے ہیں۔ یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اس دنیا میں جو نور سے محروم رہ جاتا ہے پھر قیامت کے دن اسے کوئی نور نصیب نہیں ہوتا۔ اور (ایمان والوں) کے نور سے دوسروں کے لئے فائدہ اٹھانا ضروری ہے۔ اگر وہ اس دنیا میں (ایمان والوں) کے نور سے فائدہ نہ اٹھائیں تو قیامت کے دن ان کو اس نور سے کوئی حصّہ نہیں ملے گا۔ پس جہاں یہ ایک قسم کی (ایمان والوں) کے لئے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دنیا کے نور کے نتیجے میں ان کو آخرت میں نور عطا فرمائے گا، وہاں ان کی ذمہ داری کا احساس بھی تو ہے جو انہیں دلایا جا رہا ہے کہ تم اگر اس نور کو دوسروں تک نہیں پہنچاؤ گے اور وہ اندھے مر جائیں گے تو پھر قیامت کے دن ان کو کوئی نور نہیں ملے گا اور ایک رنگ میں (ایمان والا) اگر حسّاس ہو تو وہ یہ محسوس کرے گا کہ مجھ پر ذمہ داری ہو گئی۔ میں نور دے سکتا تھا۔ اور نہیں دیا۔ اب یہ دو پہلو ہیں جو آپ کے سامنے روشن ہونے چاہئیں۔

اوّل یہ کہ آپ نے نور پہنچانے کی کوشش کی اور پھر کوئی نور سے محروم رہا۔ اس میں آپ کلیتہً بری الذمہ ہیں لیکن اگر نور پہنچانے کی کوشش نہیں کی تو قیامت کے دن وہ منافقین خدا تعالیٰ سے یہ کہہ سکتے کہ ہم تو مجبور تھے ہمیں تو نور دیا ہی نہیں گیا اور ان نور والوں کو پھر وہ پہچان بھی نہیں سکتے کیونکہ جس نے نور پیش نہ کیا، اسے قیامت کے دن پہچان کون سکے گا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ (ایمان والوں) کی یہ صفات بیان فرمائی گئی ہیں کہ وہ ہمیشہ اپنے نور سے دوسروں کو روشنی عطا کرنے کی کوشش کرتے چلے جاتے ہیں اور اس شان کے ساتھ اور اس استقلال کے ساتھ ایسا کام کرتے ہیں کہ وہ لوگ ان کو پہچاننے لگتے ہیں، جاننے لگتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو روشنیاں پھیلا رہے ہیں پھر اگر وہ ان روشنیوں کو ردّ کر دیں تو پھر قیامت کے دن ان کی ذمہ داری اُن کی ذات پر ہے، (ایمان والوں) پر عائد نہیں ہوتی۔

پس آپ نے اگر اپنے گھروں میں اپنے بچوں کو روشنی عطا کرنی ہے، اپنے ماحول میں اپنے دوستوں کو عطا کرنی ہے، اپنی گلیوں میں گلیوں والوں کو اور محلے میں محلے والوں کو۔ اگر شہروں کو نور سے بھرنا ہے۔ اگر ملکوں کو نور سے بھرنا ہے تو یہ نور وہ کافی نہیں جو تعلیم کی صورت میں موجود ہے۔ یہ تعلیم کا نور آپ کے دل میں اس وقت اترے گا جب آپ کے دل سے ایک شعلۂ نور پیدا ہوگا۔ پھر نور علیٰ نور بن کر آپ اس دنیا کو روشن کرنے کی اہلیت حاصل کریں گے۔ پس دعا کرتے رہیے اور عاجزانہ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے نور کی حفاظت فرمائے۔ آپ کو نور عطا کرے اور پھر اس کو روشن تر کرتا چلا جائے۔

نور کی حفاظت کریں

صرف یہ بھی کافی نہیں کہ آپ نور حاصل کریں۔ اس کی حفاظت کا مضمون بھی قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ فرمایا ہے: یہ نور خدا کے بندوں کو عطا ہوتا ہے تو لوگ اس کو بجھانے کی کوشش کرتے ہیں .... (الصف آیت ۹)

کہ یہ لوگ ایسے ظالم ہیں کہ ایک طرف تو (ایمان والے) چراغ لے کر نکلتے ہیں کہ ان اندھیروں کو روشنیوں میں تبدیل کر دیں، دوسری طرف یہ پھونکیں مار مار کر ان کے نور کو بجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ آؤ تم بھی ہم جیسے اندھے ہو جاؤ۔ تم بھی نوروں سے محروم رہ جاؤ۔ تو عظیم جدوجہد ہے نور کو پھیلانے کی اس سلسلے میں جس کا قرآن کریم نے بیان فرمایا اور یہ واضح کر دیا کہ اس راہ میں یہ خطرات بھی ہوں گے کہ جن کو تم نور عطا کرنے لگو گے وہ تمہارے نور کو بجھانے کی کوشش کریں گے۔ لیکن اگر تم دعا کرتے رہو اور خدا کی طرف متوجہ رہو اور کامل خلوص کے ساتھ اس راہ پر گامزن رہو تو یاد رکھو کہ خدا تم سے وعدہ کرتا ہے ..... وہ نور جو تمہارے دلوں میں خدا تعالیٰ نے روشن فرمایا۔ جو خدا کا نور ہے، اس کے اتمام کا وعدہ خدا کرتا ہے۔ وہ اس کی حفاظت فرمائے گا اور وہ تمہارے نور کو روشن سے روشن تر کرتا چلا جائے گا۔ پس خدا کرے کہ ہم سب اس مفہوم کو سمجھ کر اپنی روزمرہ کی زندگیوں میں اپنی نیکیوں کے چراغ مزید روشن کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کا وہ نور جو قرآن کریم کی صورت میں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صورت میں ہم پر نازل فرمایا گیا، اس نور کا اہل بننے کے لئے اپنے دلوں میں روشنی پیدا کریں۔ وہ دلوں کی روشنی اس نور کو کھینچے اور پھر ایسی خوبصورت شمعیں روشن ہو جائیں جس کی روشنی میں ہم دنیا کے اندھیروں کو اجالوں میں تبدیل کر دیں“۔

خبریں

ملکی خبریں

○ امریکہ نے پاکستان اور بھارت کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کیلئے مذاکرات کریں۔ وائس آف امریکہ کے مطابق امریکی نائب وزیر خارجہ نے یہ بات خارجہ امور کے بارے میں وزیراعظم کے مشیر مسٹر اقبال اخوند سے کہی جو آج کل امریکہ کا دورہ کر رہے ہیں۔

○ لاہور میں بھی کراچی کی طرز کی دہشت گردی کی ایک واردات میں ایک شخص ہلاک اور درجن سے زائد زخمی ہو گئے۔ لاہور کے بارونق علاقے اسلامپورہ (کرشن نگر) کے مین بازار میں نیلے رنگ کی سوزوکی میں سوار افراد نے اندھادھند فائرنگ کر دی فائرنگ بازار کے دونوں اطراف میں کی جا رہی تھی راہگیر اور دکاندار بدحواسی اور ہڑبونگ میں جان بچانے کو جدھر سر سمایا بھاگ نکلے۔ چار ملزم سوزوکی پر سانده کے علاقے سے کرشن نگر کے علاقے میں داخل ہوئے۔ فائرنگ کے دوران کار چلتی رہی

○ کراچی میں سینکڑوں مشتعل افراد نے تھانے پر حملہ کر دیا پولیس اور ہجوم کے درمیان فائرنگ سے متعدد افراد زخمی ہو گئے۔ پولیس والوں نے ایک جرائم پیشہ کو گرفتار کر لیا تھا۔

غیر ملکی خبریں

○ بحیرۂ بالٹک کی سوویت جمہوریہ لتھوانیہ میں مقامی طور پر ڈالے گئے ووٹوں کی گنتی کا کام شروع ہو گیا ہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ انتخابات میں کمیونسٹوں کے علاوہ دوسری جماعتوں اور افراد نے حصہ لیا۔ پارلیمنٹ کی ۱۴۱ نشستوں کیلئے مجموعی طور پر ۳۷۴ امیدوار کھڑے ہوئے جن کا تعلق مختلف جماعتوں سے ہے تاہم اپنی سیاسی وابستگی سے قطع نظر ہر امیدوار لتھوانیہ کی خودمختاری اور اسکی آزادی کے حق میں ہے۔ اختلاف صرف طریق کار اور نظام الاوقات کا ہے۔ اصل مقابلہ طاقتور عوامی تحریک ساجودس اور کمیونسٹوں کے درمیان ہے۔ مبصرین کے مطابق انتخابات سوویت یونین سے لتھوانیہ کی علیحدگی کیلئے فیصلہ کن ثابت ہوں گے اور ساجودس کی کامیابی سے جس کی توقع کی جا رہی ہے۔ لتھوانیہ کی الگ مملکت کی حیثیت سے خودمختاری کی تحریک مزید تیز ہو جائے گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

ڈاکٹر قاضی منور احمد

محترم ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب

ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب اپنے والد بزرگوار ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب کی وفات (۱۹۲۸ء) کے بعد ان کی جگہ امرتسر کے امیر جماعت منتخب ہوئے اور تقسیم ہند (۱۹۴۷ء) تک امرتسر جماعت کے امیر رہے۔ ماسوائے چند درمیانی سالوں کے جب وہ علالت کی وجہ سے شملہ کے نزدیک دھرمپور سینیٹوریم میں علاج کے لئے داخل رہے۔

احباب جماعت اور مربیان کرام دعوت الی اللہ کے سلسلے میں قادیان سے روانہ ہو کر اکثر امرتسر میں ٹھہر کر آگے جاتے۔ ڈاکٹر صاحب کا گھر مہمان نوازی کا مرکز تھا۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔ عبدالرحیم نیّر صاحب۔ حافظ روشن علی صاحب۔ عبدالرحیم صاحب درد۔ مولوی محمد ابراہیم بقاپوری صاحب مولانا غلام رسول راجیکی صاحب۔ مولانا محمد علی اور شوکت علی کے برادر اکبر خاں صاحب ذوالفقار علی خاں صاحب و دیگر علماء مختلف اوقات میں ڈاکٹر صاحب کے گھر ٹھہرے اور ان کو مہمان نوازی کا شرف بخشا۔ اور ان کے بعد مولانا جلال الدین صاحب شمس اور مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت امام جماعت (الثالث) نے ڈاکٹر صاحب کے گھر کچھ دیر قیام فرما کر مولوی فاضل کا امتحان دیا تھا۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب موصوف حضور کی جوانی کے ایام کا ایک واقعہ بڑی دلچسپی سے سنایا کرتے کہ شروع شروع میں سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کی امرتسر میں ڈھول پر منادی ہوا کرتی تھی اور جماعت ایک خادم سلسلہ کی ڈیوٹی لگاتی کہ اس دفعہ فلاں فلاں نے شہر میں جا کر ڈھول پر منادی کرنی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب ایک خادم ڈھنڈورا دینے لگا تو مخالفین نے اس خادم کو خوب زدوکوب کیا۔ ڈھول پھاڑ دیا اور کپڑے تار تار کر دیئے۔ وہ بیچارہ مار کھا کر جب واپس پہنچا تو میاں صاحب (... جلسوں کی حفاظت کے قادیان سے والنٹیئرز آتے تھے۔ ان میں میاں ناصر احمد صاحب بھی تھے) کہنے لگے۔ ڈاکٹر صاحب ڈھول مجھے دیں میں ڈھنڈورا دیکر آتا ہوں"۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے ہنس کر کہا کہ میاں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے اس سے بہت زیادہ ضروری کام لینے ہیں۔ آپ ڈھنڈورے کی فکر نہ کریں۔

ڈاکٹر صاحب کی صحت بچپن سے ہی بہت کمزور تھی بلکہ عین جوانی میں شدید علیل ہو گئے اور شملہ کے نزدیک دھرمپور میں سینیٹوریم (SANATORIUM) میں داخل ہونا پڑا۔

حضرت امام جماعت (الثانی) کی ڈاکٹر صاحب سے شفقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضور اپنا شملہ کا سفر روک کر راستے میں نہایت مشکل پہاڑ کی چڑھائی چڑھ کر سینیٹوریم میں ڈاکٹر صاحب کو ملنے گئے۔ امرتسر کا گھر جہاں احبابِ جماعت اور مربیان سلسلہ کا آنا جانا رہتا تھا۔ وہاں اپنے خاندان میں بڑا گھر ہونے کی وجہ سے خاندان قاضی فیملی کے افراد کا بھی مرکز تھا۔ اپنی ملازمتوں کے زمانہ میں اکثر بڑے بھائی ایسی جگہوں پر تعینات ہوتے جہاں پر انکے بچوں کی تعلیم کا مناسب انتظام نہ ہوتا چنانچہ بڑے بھائی صاحبان اپنے اپنے بچے امرتسر ہی بھیج دیتے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے بھائیوں اور بہنوں کے بچوں کو اپنے پاس رکھ کر پڑھاتے اور ان کی تعلیم و تربیت بہت پرشفقت محنت سے کرتے۔ بچوں اور بچیوں کو یہ موقعہ کی مناسبت سکھانے کیلئے یہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو تقریب کا رنگ دیکر ان کی خاطر طبع کا موقعہ بہم پہنچاتے ہیں ڈاکٹر صاحب موصوف کے اس ایڈریس سے چند اقتباس لکھ رہا ہوں جو انہوں نے بچوں کو ان کی گرمی کی چھٹیوں پر اپنے اپنے گھر جانے پر دیا۔

"ہمارے پیارے عزیز بچو اور لڑکیو۔

چونکہ آپ سب موسم گرما کی تعطیلوں میں کل اپنے اپنے والدین کے پاس جانے کے لئے ہم سے رخصت ہو رہے ہیں اس لئے آج ہم اہلِ خانہ آپ کو نہایت خوشی کے ساتھ اس موقعہ پر خدا حافظ کہنے کیلئے جمع ہوئے ہیں۔ قدرتاً آپ سب کے دل انکی ملاقات کی یاد میں کھل رہے ہیں۔ اس واسطے ہم بھی آپ کی خوشی میں شریک ہوتے ہیں لیکن ساتھ ہی آپ کو ہم ان اداس گھڑیوں میں شریک ہونے کیلئے بھی متوجہ کرتے ہیں جو آپ کے جانے کے بعد ہم پر آپ کی عدم موجودگی میں ہمارے سامنے کھڑی ہونگی۔ اس وقت ہم اور آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ لیکن جونہی آپ رخصت ہوں گے آپ کی افسردہ سی صورت ہمارے سامنے آموجود ہوگی۔ اس واسطے ہم آپ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ اپنے اپنے مقام پر پہنچ کر کاغذ پر لکھی ہوئی آواز کے ذریعے سے اپنی ہر دم موجودگی کا اظہار کرتے رہیں گے گویا آپ یہیں ہیں اور اس طرح ہم بھی آپ کی سیر و تفریح میں شامل ہو جایا کریں گے۔ گویا کہ ہم سب وہاں آپ کے پاس ہیں۔ اور اس طرح سے یہ ہماری اور آپ کی عارضی مفارقت کے دن بعینہٖ ویسی ہی خوش وقت صحبتوں اور پررونق چیخ و پکار میں بسر ہوں گے جیسے کہ آپ کی سچ مچ یہاں موجودگی میں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اور ہمارے ساتھ ہو۔ اسکے بعد آپ کو رخصت ہونے سے پہلے آپ کو آپ کی نہایت اہم ذمہ داری کیطرف توجہ دلانا بھی ضروری سمجھتے ہیں جو کہ آپ کی یہاں تعلیم و تربیت سے متعلق ہے۔

تعلیم انسان کے جسم کے اندرونی قویٰ کی نشوونما کرتی اور ان کو ترقی دیتی ہے اور تربیت ان کو باہر کی دنیا سے پیوست کرتی ہے۔ آپ کا پہلا فرض اللہ تعالیٰ کے متعلق۔ اس کو یاد کرنا اور اس کا شکریہ بجالانا ہے۔ دوسرا فرض بنی نوع انسان کی خدمت کا ہے اور تیسرا فرض آپ کا اپنے متعلق ہے۔ اپنی جسمانی صحت اور پاکیزگی کا خیال رکھنا ہے۔ اپنا چھٹیوں کا کام نہایت محنت سے کرنا ہے۔ اپنے والدین اور پیارے بہن بھائیوں سے عزت اور پیار سے پیش آنا ہے۔"

اللہ۔ اللہ اکیسا سراپا پیار تھا جو ڈاکٹر صاحب کو اپنے بھتیجوں اور بھتیجیوں سے تھا۔ یہ سارے بھتیجے جب پروان چڑھے تو اللہ کے فضل سے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے لیکن احمدیت کے فدائی رہے ان میں ایک میجر ڈاکٹر قاضی محمود احمد بھی تھے جنہوں نے کوئٹہ میں ۳۲ سال کی عمر میں اپنی جان خدا تعالیٰ پر قربان کر دی۔

ایک اور بھتیجے نے آپ کو ایکدفعہ لکھا

"آپ کے اس عاجز پر اس قدر احسان ہیں کہ ان کا شمار کرنا ناممکن ہے۔ ہماری ابتدائی تربیت کے آپ ہی معمار ہیں۔ ہماری زندگی کی عمارت آپ ہی کے دست مبارک سے بامراد ہوئی اور اس عمارت کی بنیادوں میں ویسے مضبوط اور غیر متزلزل پتھر چن دیئے کہ اب تک زمانہ کے نشیب و فراز کے طوفانوں نے ٹکرلی مگر یہ مبارک ہاتھوں کی مبارک اینٹیں اپنی جگہ سے نہ ہلیں۔ اور یہ عاجز بتدریج آگے ہی آگے بڑھتا رہا۔ تمام دنیا گھوم پھر کر دیکھی۔ بے شمار نازک ترین پگڈنڈیوں سے گزر ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے شیطانی حملوں سے محفوظ رکھا اور میں ہر گلشن میں آپ کی عطا کردہ خوشبو کو بکھیرتا چلا گیا۔ نہایت عزت کے ساتھ۔ وقار کے ساتھ اور وفاداری کے ساتھ۔

ہم اسوقت بچے تھے۔ جس دھن میں آپ لگا دیتے۔ ہم بدل و جان لگ جاتے۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ آپ اس قدر محنت اور قربانی ہمارے لئے کیوں کرتے ہیں۔ مگر آہستہ آہستہ یہ نکتہ سمجھ آ گیا کہ آپ اپنے فکر اور تدبر سے ہمیں گھما پھرا کر ایک ہی مرکز پر لے جاتے اور وہ تھا اللہ تعالیٰ کی پہچان۔ اللہ تعالیٰ سے محبت۔ احمدیت کی پہچان۔ کہ احمدیت اور جانشینان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بے پناہ عقیدت اور محبت۔ آپ نے ہمیں کھیل و کمانٹے سے ایسا لیس کر دیا تھا کہ جس شعبے میں بھی ہمیں کام کرنے کا موقعہ ملا وہ نیا محسوس نہ ہوا اور ہم کامیاب ہوتے گئے۔ یہ تمام CREDIT کس کو جاتا تھا؟ ہمارے محسن اعظم کیلئے۔ اور وہ آپ ہی تو ہیں۔

ہاتھ سے کام کرنے کی عادت نے ہمیں کمال تک پہنچایا۔ اس قدر عنایات اور احسانات کی بارش ہم پر برسائی کہ ہم سرسبز و شاداب ہو گئے۔ ہمارا پتہ پتہ رنگ پکڑ گیا۔ اور تمام پھول اور کلیاں مہک اٹھیں اور وہ عمارت جس کو جناب نے اپنے ہاتھوں سے استوار کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے اب بھی معمور ہے۔

تقسیم ہند کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف نے میو ہسپتال چوک کے نزدیک ریلوے روڈ پر اپنا کلینک قائم کیا۔ لاہور شہر کے اس علاقہ کو عرف عام میں گوالمنڈی کا علاقہ کہا جاتا ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں متوسط اور غریب طبقے کے لوگ تقسیم کے بعد آکر آباد ہوئے۔

اس علاقہ کے لوگ جو کہ پسماندہ تھے اور جن کے وسائل بھی محدود تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب کی شخصیت میں ایک مسیحا دیکھا جس نے نہ صرف ان کے دکھ درد بانٹے اور ان کو جسمانی بیماریوں سے نجات دلوائی بلکہ ان کو زندگی کے درپیش مسائل کا حل بھی بتایا۔ ڈاکٹر صاحب نے ۳۰ سال اتنی محنت لگن۔ جانفشانی اور تندہی سے اس علاقہ کے مکینوں کی خدمت کی اور اتنا پیار بانٹا ہے کہ اس علاقہ کے لوگ نسل در نسل اس پیار کو نہیں بھلا سکے۔ ہر شخص اسی گمان میں رہتا کہ شاید صرف اسی سے ہی ڈاکٹر صاحب کو خاص الفت ہے۔ اکثر کلینک کے اوقات سے بھی پہلے کلینک پہنچ جاتے کہ شاید کوئی بہت بیمار اور لاچار ان کا انتظار ہی نہ کر رہا ہو۔ کلینک میں بجائے اس کے کہ مریض خود اٹھ کر ان کے پاس آئے خود چل کر مریض کے پاس جاتے اور اپنی نہایت کمزور صحت کے باوجود سارا سارا دن کھڑے رہ کر مریضوں کو دیکھتے اور طبیعت میں شگفتگی کا یہ عالم تھا کہ مریضوں کی دلجوئی اس انداز سے کرتے اور کوئی نہ کوئی ایسا فقرہ چست کرتے کہ مریض ہنستا مسکراتا دوائی لے کر واپس جاتا۔ کلینک میں مریضوں کا اکثر تانتا بندھا رہتا تھا۔ صحت چونکہ بہت کمزور تھی خاص کر گرمیوں میں اتنے مریضوں کو دیکھ کر کبھی کبھی گھبرا جاتے تھے اور چونکہ کسر نفسی بھی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہر دم دعا کرتے کہ "یا اللہ مجھے کسی امتحان میں نہ ڈالنا" اور اکثر اوقات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہ شعر دہراتے ہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار

لوگوں کے پیار اور محبت کا یہ عالم تھا کہ جب ۱۹۷۴ء میں ایجیٹیشن شروع ہوئی تو اسوقت ایک بڑا جلوس کلینک کے سامنے آگیا تو تمام محلے والے کلینک کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔

مرکز سے جو بھی تحریک آتی اس میں اپنی استطاعت سے بڑھ کر حصہ لیتے۔ اس ضمن میں خود کچھ لکھنے کی بجائے الفضل کا تراشہ نقل کر رہا ہوں:

فضل عمر فاؤنڈیشن کیلئے قربانی میں قابل رشک اضافہ

محترم ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب امرتسری لاہور نے فضل عمر فاؤنڈیشن کی مبارک تحریک کی ابتدا میں مبلغ دس ہزار روپیہ کا گرانقدر عطیہ داخل خزانہ فرمایا تھا۔ اب آپ نے سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ، کے حضور اپنے سابقہ عطیہ میں اضافہ کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے مبلغ دس ہزار روپیہ کا مزید چیک پیش کیا ہے۔ اس طرح آپ کے کل عطیہ کی مقدار مبلغ بیس ہزار روپیہ ہو گئی اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور انہیں اجر عظیم عطا فرماتے ہوئے ان کو اور ان کے اہل و عیال کو دینی و دنیوی برکات سے نوازے آمین

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن)

آج کل دس ہزار یا بیس ہزار کوئی ایسی جاذب نظر رقم نہیں لگتی۔ جب ڈاکٹر صاحب موصوف نے یہ چندہ دیا تھا ان دنوں ۱۳ یا ۱۴ ہزار کی نئی اوپل ریکارڈ آجاتی تھی ڈاکٹر صاحب نے نہ کبھی کوئی کار خریدی اور نہ ہی کبھی خواہش کی۔

ادارہ الفضل کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں کہ وفات یافتگان کے سلسلہ میں واقعات یا تاریخوں کو چیک کر سکے۔ یہ تمام تر ذمہ داری مضامین لکھنے والوں پر ہے۔ مہربانی فرما کر اس کا خیال رکھیں۔

وصایا

ضروری نوٹ:

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۳۵۴:- MRS و SUMIATI W/O MADSAI پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۳۶ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۱۰/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

(۱) مکان مالیتی -/۵۰۰،۰۰۰ روپے (۲) دھان کا کھیت مالیتی -/۱،۵۰۰،۰۰۰ روپے (۳) حق مہر -/۵۰،۰۰۰ روپے میزان -/۲،۰۵۰،۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۵،۰۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں اور مبلغ -/۱۰۰،۰۰۰ روپے ششماہی آمد از جائیداد بالا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ MRS SUMIATI ساکن انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱ BASYIRUDDIN AHMAD انڈونیشیا گواہ شد نمبر ۲- ABDUL RODJAK. A انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۳۵۶:- میں رضیہ کوکب بنت ملک قائم دین صاحب قوم ملک پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن راہوال ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱/۳/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اسوقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ رضیہ کوکب بنت ملک قائم دین صاحب راہوالی ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ میر ظفر اقبال احمد صدر جماعت احمدیہ راہوالی۔ گواہ شد نمبر ۲۔ حلیمہ میر صدر لجنہ راہوالی۔

کاروباری حضرات
سرجیکل سپورٹس اور گلوز ایکسپورٹ
کے لئے سیمپل طلب فرمائیں۔
فضل عمر ٹریڈنگ کمپنی
بکس نمبر ۲۱۶۴ سیالکوٹ
فیکٹری فون ۸۲۷۰۷ ، ۶۶۲۰۷

سانحہ ارتحال

عزیزم منور احمد ابن مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب آف واہ کینٹ بعمر ۱۸ سال کار کے حادثہ میں مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء بروز جمعہ وفات پا گئے۔

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ عزیزم کی بلندئ درجات اور ورثاء کے لئے صبر جمیل کی دعا کریں۔

عزیز موصوف کی ہمشیرہ کی شادی ۲ مارچ کو ہونا تھی جو اس سانحہ کی وجہ سے منسوخ ہو گئی ہے۔ اس سلسلہ میں ۳ مارچ کو ایوان محمود میں دعوت ولیمہ کا پروگرام بھی منسوخ سمجھا جائے۔

سمیع اللہ سیال

ھوالشافی
جدید یونانی طریقہ علاج کا مرکز
الیاس دواخانہ
حکیم الیاس احمد رجسٹرڈ طبی کونسل پاکستان
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
ہر قسم کے پیچیدہ امراض کے علاج کیلئے تشریف لائیں مستورات کیلئے معائنہ کا معقول انتظام ہے نیز ہر قسم کی دیسی ادویات بھی دستیاب ہیں۔

معیاری بیکری کا نام
رحمٰن بیکرز
احباب کی خدمت کیلئے اب عمدہ مٹھائی بھی دستیاب ہے نیز تقریبات کیلئے آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے
رحمٰن بیکرز اقصیٰ روڈ۔ ربوہ فون ۳۳۰

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۔ نرینہ اولاد سے محروم
۔ بے اولاد، ۔ اٹھراء
۔ سوکھا، گرمی، گیس
کا علاج کرنے والے
سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰ فون ۷۳۸۴۴ ، ۴۳۱ ، ۷۶۴۹۷
زیر نگرانی
حکیم عبدالحمید اعوان
ابن
حکیم نظام جان
برانچیں:
ربوہ: اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس
ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
چوک قلعہ کالر والہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
کراچی: محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ
خواتین کے لئے انتظام کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تریاق اٹھرا
اٹھراء کے علاج کیلئے
مشہور عالم گولیاں
قیمت مکمل کورس -/۶۰

نور کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی
اور صحت کیلئے
قیمت -/۵ روپے فی شیشی

نور نظر
اولاد نرینہ کے لئے
تجربہ شدہ گولیاں
قیمت مکمل کورس -/۲۰۰

زوجام عشق
موتی و کستوری والا
نمبر ۱
مکمل کورس -/۳۶۰

اکسیر معدہ
ہاضمہ کی اصلاح کیلئے
لذیذ اور مفید چورن
قیمت -/۵، -/۱۰، -/۲

قند شفاء
نزلہ، زکام، کھانسی کیلئے
مفید اور آسان جوشاندہ
قیمت فی ڈبی -/۷

خورشید یونانی دواخانہ
گولبازار - ربوہ
فون
دکان ____ ۵۳۸
رہائش ____ ۳۳۸

ہر گھر کی پسند
رحمت سویاں
تیار کردہ
نعمت کرامت گول صابن والا فیصل آباد
فون ۷۷ ۲۳۲۵۸

اشتہارات کے بارے میں ایک ضروری گذارش

ادارہ الفضل اپنے قارئین کیلئے مشتہرین کے اشتہارات شائع کرتا ہے لیکن یہ امر احباب کو پوری توجہ سے نوٹ فرما لینا چاہیئے کہ الفضل میں اشتہار کی اشاعت ہرگز کسی کی ضمانت نہیں۔ اصولی طور پر اخبارات میں جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ادارہ ان کا کبھی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ جملہ احباب اپنے کاروباری معاملات اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید پر طے فرمایا کریں۔

(مینجر الفضل)

انگریزی ادویات اور ٹیکہ جات کا مرکز
کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت
بہتر تشخیص : مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
فون ۳۱۳۴
گول امین پور بازار - فیصل آباد

تریاق معدہ
خرابی ہاضمہ کا موثر علاج
قیمت -/۸، -/۱۵

راحت جان
تبخیر معدہ کی مجرب دوا
قیمت -/۱۵

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت -/۵

شربت صدر
نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے
قیمت -/۸

تریاق بواسیر
بواسیر کا شافی علاج
قیمت -/۱۵

NASIR ناصر

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

شامیانے۔ قنات
کنٹینر۔ دری وغیرہ
نیو نشیمن ٹینٹ سروس
ہر قسم کی تقریبات کیلئے
دن رات سروس
زیر انتظام: داؤد مظفر (بھولا)
طارق مارکیٹ۔ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

شریف گولڈ سمتھ
فون: ۶۴۹ - ۸۴۱
اقصیٰ روڈ
ربوہ

کیوریٹو ادویات حیوانات
برائے
سرکن، اپھارہ، ٹک، سوزش پستان، زہرباد، تھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق) فالج، منہ کھر وغیرہ، مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں۔
(ویٹرنری ڈاکٹرز فری سمپلز و لٹریچر براہِ راست کمپنی سے طلب فرمائیں)

(۱) لاہور: ____ پاکستان میڈیکوز لوئر مال
(۲) فیصل آباد: ____ میاں شادی میڈیسن کمپنی گول چنیوٹ بازار
(۳) کراچی: ____ شہزاد میڈیکل سٹور بھینس کالونی روڈ ۵ لانڈھی
(۴) ملتان: ____ زکریا میڈیکل سٹور بیرون لوہاری گیٹ
(۵) سیالکوٹ: ____ الرحمٰن ہومیو پیتھک دواخانہ بالمقابل مغل محل سینما ڈسکہ روڈ
(۶) راولپنڈی: ____ شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر
(۷) مردان: ____ ہومیو ڈاکٹر غلام جیلانی نزد گولڈن سینما

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی ہیڈ آفس ربوہ
فون: ۷۷۱، ۶۰۶، ۶۰۷

حنیف ہومیو پیتھک کلینک
۱۷۶ ربینک سکوائر مارکیٹ نزد شیزان بیکری ماڈل ٹاؤن لاہور
موسم سرما کے اوقات کار:-
ہر اتوار سے جمعرات تک صبح ۹½ تا ۱۲ بجے
شام ۴½ تا ۷ بجے رات
ہر جمعہ کو صبح ۱۰ سے ۱۲ بجے تک
شام دواخانہ بند رہے گا
ہر ہفتہ کو دواخانہ پہلے وقت بند رہے گا، شام کو کھلا رہا کرے گا۔
خاکسار: ہومیو پیتھک ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ حال لاہور

بہتے **کان** کا ہسپتال
علاج بذریعہ جدید کمپیوٹر
بازار ٹھٹھیاراں ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

قدیمی، اوّلین، شہرہ آفاق
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
فون ۷۳۹۹۷
برانچیں:
کراچی:- فون نمبر ۴۱۳۲۵۱
لاہور:- 1-D-3 گلشن راوی
ملتان:- چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین:- بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان:- فون نمبر ۴۷۹۹
ربوہ:- اقصیٰ چوک کالج روڈ فون نمبر ۵۵۸

پتہ

ہمدرد نسواں
(حبوب اٹھراء)
مرض اٹھرا کا شافی علاج

دوائی فضل الٰہی
اولادِ نرینہ کی مجرب
کامیاب دوا

اینٹی پمپل کریم
چہرہ کے کیل چھائیاں مہاسوں
کے لیے مفید کریم

سفوف ہیئر ٹانک
لمبے سیاہ گھنے بالوں
کو ہمیشہ قائم رکھنے کیلئے

کاجل نور بصر
آنکھوں کی خوبصورتی
کیلئے لاجواب کاجل

اکسیر لیکوریا
کیپسول

خدمت میں پیش پیش
جدید
دواخانہ خدمت خلق
گولبازار ربوہ
فون ۶۵۹